معاصر خانقاہی نظام میں خانقاہ سراجیہ کے امتیازات

Distinctions of Khankah Sirajia in the contemporary monastic system

Dr Abdul Ghaffar

Lecturer, Department of Islamic Studies,The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

Dr Hafiz Abdul Majeed

Assistant Professor, Chairman Department of Islamic Studies &Arabic,Gomal University D.I.Khan.Pakistan.

Abstract

Mawlānā abu Sa'ad Ahmed Khan sincerity, piety, adherence to the sunnah of prophet and simplicity in his lifetime made this monastery a unique city in the subcontinent and a center of universal growth and guidance. Gave after him Mawlānā Abdullah Ludhianvi, khwaja Khan Muhammad and khwaja Khalil ahmad continued his mission. In addition to reforming the human population, the shuyūkh of this monastery have been following the sunnah of the prophet, reforming society, promoting education, preserving the belief in end of prophethood, patronage of madrassas and religion parties, charitable work and promotion of Naqshbandiyya. And the emperors and officials have done their best to play their role in the implementation of the Islamic system and the establishment of the justice system in the country.

Mashaikh of the monastery broke the intellectual statement of the religious schools by imparting practical training, Self-purification, spiritual ascelicism, religious support, prophetic politics and modern insights. On the other hand, volunteer religious services and selfless sacrifice to bring the right path to the people, as well as the public meetings, strong character and perseverance religious influenced by source.Through his voluntary religious services and selfless sacrifices, he tried to bring them to the right… In this way, these gentlemen addressed the masses through Zikr, strong character and religious perseverance, influenced by source.

Key words: Reforming Socity, Khankah(monastic system), Naqshbandiyya, spiritual ascelicism.

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی اشاعت کے حوالے سے خانقاہوں کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ ان خانقاہوں نے بلا تفریق رنگ ونسل اور قومیت کے اسلام کی حقانیت کے گہرے نقوش اس خطے پر چھوڑے۔ انہی خانقاہوں میں سے ایک " خانقاہ سراجیہ کندیاں" بھی ہے جس نے اس خطے کے مخصوص حالات میں حجروں میں گوشہ نشین ہونے کے بجائے علمی، روحانی، مذہبی اور سیاسی تحریکوں کی سرپرستی وراہنمائی کر کے عملی کردار ادا کیا۔ یہ خانقاہ بنیادی طور پر مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک کڑی ہے۔ اس خانقاہ کے مشائخ نے انسانی نفوس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مذہبی تعلیم کی ترویج، اطاعت الٰہی وسنت نبوی ﷺ کی اتباع، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، مدارس اور دینی جماعتوں کی سرپرستی، رفاہی کاموں، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فروغ، امراء وحکام کو خط کتابت کے ذریعے دعوت اسلام اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ اصلاح معاشرہ اور احیائے دین اسلام کے لئے ہر زمانے میں کسی نہ کسی صاحب کردار ہستی کو منتخب کیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا[1]۔

خانقاہ کے اکابرین نے پاکستان میں دین اسلام کی اشاعت و خدمت اور اصلاح معاشرہ کے لیے بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی طرح انہوں نے شریعت، طریقت اور سیاست کو بھی باہم مربوط کر کے پیش کیا۔

دریائے سندھ کے مشرقی کنارہ سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر بے آب و گیاہ صحرائی وادی میں ایک صدی قبل 22-1920ء بمطابق 38-1440ھ راجپوت تلوکر قبیلہ کے معزز و معروف زمیندار مستی خان کے صاحبزادہ مولانا ابو السعد احمد خان نے اپنے پیر و مرشد خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی شریف کے حکم پر مرکز رشد و ہدایت کی بنیاد رکھی۔ یہ مرکز کندیاں جنکشن ضلع میانوالی سے اڑھائی میل کے فاصلے پر ملتان کی طرف جانے والی ریل پٹڑی سے چھ سات فرلانگ کے فاصلے پر درختوں کے خوبصورت و حسین جھنڈ میں واقع ہے۔[2] یہ مرکز چشمہ پاور پلانٹ کے بالمقابل واقع ہے۔ درمیان میں چشمہ جہلم لنک کینال ہے۔ یعنی ایک طرف خانقاہ سراجیہ ہے اور دوسری طرف چشمہ پاور پلانٹ ہے۔

خانقاہ سراجیہ کے مشائخ کا حلقہ ارادت عوام سے لے کر علمائے کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقے تک پھیلا ہوا ہے۔ ملک اور بیرون ملک ہزاروں طالبین حق و سالکین طریق اس خانقاہ سے منسلک ہو کر تربیت باطنی سے مستفید ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ بانی خانقاہ مولانا ابو السعد احمد خان نے بہت ہی بہتر انداز میں ظاہری علوم اور باطن کی اصلاح کے لئے تمام تر ذرائع اور وسائل کا استعمال کر کے اس کو منفرد، شہرہ آفاق اور ہمہ گیر ادارہ بنایا۔ یہ خانقاہ جہاں علوم و فنون دینیہ کی ایک معیاری درس گاہ کا کردار ادا کرتے نظر آتی ہے، وہاں دین اسلام کے اہم اور دقیق مسائل کی تنقیح و تحقیق کے لئے خوشگوار پر سکون ماحول میسر کیے ہوئے ہے۔ یہ مذہبی تعلیم اور تزکیہ نفس کی ایک منفرد تربیت گاہ ہے، جس میں جید علمائے کرام سے لے کر عوام کے ہر طبقے کے لوگ تربیت باطن و تہذیب اخلاق سے آراستہ ہوئے اور منصب رشد و ہدایت پر فائز ہو کر ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئے۔ ان میں سے کچھ حقیقت تصوف و سلوک کا عرفان حاصل کر کے مشائخ طریق بھی بنے۔ مشائخ خانقاہ نے دین کی اشاعت اور خدمات کے حوالے سے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس خانقاہ کو پاکستانی معاصر خانقاہی نظام میں مندرجہ ذیل چیزوں میں انفرادیت حاصل ہے:

1 مسجد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ سراجیہ کی انتہائی خوبصورت اور عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا آغاز 1920 میں ہوا۔ مسجد نقش و نگار کے لحاظ سے ترک اور مغلیہ طرز تعمیر کی عکاس ہے۔ حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر خدا جانے کس بے پایاں خلوص سے کی گئی کہ مسجد بقعہ ءنور بن گئی ہے.... مسجد میں داخل ہوتے ہی ایک پاکیزہ ماحول، ایک مقدس فضاء اور ایک روحانی کیفیت کا احساس ہوتا ہے....یوں تو لاکھوں روپے کے خرچ سے خانہ خدا کی تعمیر ہوتی ہے، سنگ مرمر کی سلوں، خوبصورت کتبوں، منقش در و دیوار سے مسجد کو آراستہ کیا جاتا ہے مگر بعض مساجد کو دیکھنے سے اس میں سجدہ ریز ہونے والوں، تعمیر کرانے اور کرنے والوں کے خلوص کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایک ایک اینٹ، ایک ایک پتھر ان کی خانہ خدا سے محبت کا نشان بن جاتا ہے۔ مجھے ایسا ہی احساس خانقاہ سراجیہ کی اس خوبصورت مسجد کو دیکھ کر ہوا۔[3]

مولانا ابو السعد احمد خانؒ نے مسجد کی تعمیر کے آخری مراحل میں اپنے متوسلین کو فرمایا تھا کہ انشاء اللہ ہماری مسجد قیامت تک آباد رہے گی اور دور دراز علاقوں سے لوگ اسے دیکھنے کے لئے آیا کریں گے۔ مزید یہ بھی فرمایا تھا کہ یہاں نماز جمعہ بھی پڑھی جایا کرے گی۔[4] مولانا ابو السعد احمد خانؒ کی پیشنگوئی نوے سال بعد پوری ہوئی۔ مفتیان کرام سے مشورے کے بعد 19 جمادی الثانی 1432ھ / 11 مئی

2011 سے اس مسجد میں نماز جمعہ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

اس وقت خانقاہ شریف پر جو عظیم الشان، وسیع و عریض اور پر شکوہ مسجد موجود ہے یہ اسی ابتدائی مسجد کی جگہ ہے۔ جس میں وقتاً فوقتاً تعمیر ہوتی رہی ہے۔ اس مسجد کے در و دیوار و دالان و صحن کے علاوہ سامنے کی دیواروں، چھت، گنبدوں اور میناروں کے مرصع و مرقع اور دیدہ زیب کام کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مسجد کی اندرونی چھت گراں قدر فانوسوں سے سجی ہے۔[5] خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے مسجد کی تزئین و آرائش میں گرانقدر اضافہ فرمایا ہے۔ برآمدہ کو شیشے کے دروازے لگوا کر مکمل ہال کی شکل دے دی گئی ہے اور ایئر کنڈیشن نصب کر دیئے گئے ہیں۔ مسجد کا ہال اور برآمدہ چار چار صفوں پر مشتمل ہے اور ہر صف میں تقریباً چالیس لوگوں کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ مسجد اور ہال کے اندر تقریباً ساڑھے تین سو لوگوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ مسجد کا صحن کشادہ، وسیع اور اونچا ہونے کی وجہ سے ہوادار ہے۔ صحن میں دو سائبان بھی گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لیے نصب ہیں۔ صحن میں اٹھارہ صفیں بنتی ہیں۔ شمالی طرف تسبیح خانہ اور مہمان خانے کے سامنے والی خالی جگہ کو، جنوبی طرف کی خالی جگہ کو اور مسجد کے صحن کے سامنے والے خالی میدان اور راستہ کو صفیں بچھا کر نماز کے لیے عیدین کے موقع پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تقریباً دو ہزار لوگ ایک وقت میں اس مسجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

2 جامعہ عربیہ سعدیہ

برصغیر پاک و ہند کے نظام تعلیم میں مسجد، مدرسہ اور خانقاہ انتہائی اہمیت کے حامل سمجھے جاتے اور انسانی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ مدرسہ علم، مسجد عبادت اور خانقاہ تزکیہ نفس کی تربیت کی ذمہ دار تھی۔ مسلم تہذیبی روایت میں یہ تینوں ایک دوسرے سے الگ نہیں۔ مولانا ابو سعد احمد خانؒ نے انہی تین ستونوں مسجد، خانقاہ، اور مدرسہ کے باہمی ربط کو قائم رکھتے ہوئے تھل کے ریگستان میں مدرسہ تعلیم القرآن 1338ھ / 1920ء میں قائم فرمایا۔[6] انسانی شخصیت کی تعمیر اور کردار میں پختگی کے لئے مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کے ذریعے جدوجہد کا آغاز فرمایا اور مختصر وقت میں ایسے رجال کار تیار فرمائے کہ جنہوں نے انسانوں کی اصلاح کے لئے معاشرہ میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا ابو السعد احمد خانؒ نے اپنی وصیت میں تحریر فرمایا کہ اس مدرسہ کے متولی اور مہتمم بھی مولوی محمد عبد اللہ ہوں گے۔ حتی الوسع اس مدرسہ کے قیام و بقاء بلکہ توسیع و ترقی کی کوشش کی جائے۔[7]

دوسرے سجادہ نشین مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ نے اسی نہج پر اس مدرسہ کو چلایا، جس کی وصیت ان کے شیخ مولانا ابو السعدؒ نے کی تھی اور اسے قرآن و حدیث کی تعلیم کا مرکز بنا دیا۔ علامہ طالوتؒ لکھتے ہیں کہ مدرسہ عربیہ سعدیہ میں دن رات قرآن و حدیث کی تعلیم جاری تھی اور عام مدارس کے نظم کے برخلاف اس میں نہ مدرسین معین تنخواہ کی ضرورت سمجھتے تھے اور نہ طلبہ کے طعام و قیام کے انتظام کے لئے کسی قسم کا کوئی چندہ لیا جاتا تھا۔ میں جب وہاں گیا ہوں تو مدرس مولانا مفتی عطا محمد صاحب تھے جو ایک عالم متبحر ہونے کے علاوہ بہت بڑے فقیہہ بھی ہیں اور تدریس کیساتھ ساتھ خانقاہ کے افتاء کا کام بھی ان کے سپرد تھا۔ چونکہ خلوص و للّٰہیت تھی اس لئے تنخواہ کچھ بھی نہیں جو کہ حضرت نے مناسب سمجھا عنایت فرما دیا اور جو کچھ مل گیا وہ گویا ضرورت کے لئے کافی تھا اور غنیمت بھی۔ دوسرے مدرس حضرت خان محمد صاحب تھے وہ تو لینے کے بجائے کچھ دینے والوں میں سے تھے۔[8]

موجودہ سجادہ نشین خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی شبانہ روز کاوشوں کی بدولت 1532ھ / 2011ء سے یہ مدرسہ تعلیم القرآن سے " جامعہ عربیہ سعدیہ " ہو گیا ہے اور باقاعدہ دورہ حدیث کی کلاس کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔ جامعہ کا الحاق باضابطہ طور پر وفاق المدارس العربیہ

پاکستان کے ساتھ ہے۔ خواجہ خان محمدؒ کی خصوصی دعاؤں کے نتیجے میں جامعہ کی نئی وسیع و عریض خوبصورت دو منزلہ عمارت مارچ 2014 میں پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اب یہ مدرسہ جدید سہولیات سے آراستہ اور دینی و عصری تعلیمات کا مرکز ہے۔ خواجہ خلیل احمد مدظلہ اس ادارہ کے مہتمم اور مولانا عصمت اللہ ناظم تعلیمات شعبہ کتب ہیں۔ خواجہ خلیل احمد باقاعدگی سے طلباء کے ماہانہ نتائج خود دیکھتے ہیں اور اساتذہ و طلبائے کرام کو ان کی بہتر کارکردگی پر انعامات سے نوازتے ہیں۔ یہ ادارہ مندرجہ ذیل شعبہ جات میں رجال تیار کر رہا ہے:

2.1 شعبہ درس نظامی

جامعہ ہذا کا یہ سب سے اہم اور مرکزی شعبہ ہے۔ اس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق درجہ متوسطہ سے لے کر دورہ حدیث تک تمام درجات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قابل اور محنتی مفسرین، شیخ الحدیث، مفتیان کرام اور ماہر اساتذہ طلباء کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں مصروف ہیں۔ اس شعبہ میں ڈیڑھ سو سے متجاوز طلباء کرام زیر تعلیم ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبد الرحیم اور مفتی حسین احمد اس شعبہ کو انتہائی ترقی کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔

2.2 شعبہ تجوید و قرات

قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھنے کے لئے دو سالہ تجوید و قرات کا کورس وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے مطابق پڑھایا جاتا ہے۔ ماہرین فنِ تجوید شب و روز اس مقصد کے لئے محنت فرما رہے ہیں۔ اس شعبہ میں تقریباً پچاس طلباء کرام زیر تعلیم ہیں۔ قاری مفتاح الاسلام اس شعبہ کے روح رواں ہیں، جو بڑی محنت سے دور دراز سے آئے طلباء کو قرات کی تربیت فراہم کر رہے ہیں۔

2.3 شعبہ تحفیظ القرآن الحکیم

جامعہ کے اس شعبہ میں طلباء کو قرآن مجید حفظ کرانے اور حفاظ کی منزل کی پختگی کے لیے گردان کا تسلی بخش انتظام موجود ہے۔ اس شعبہ میں تقریباً دو سو سے متجاوز طلباء کرام زیر تعلیم ہیں۔ چھ سیکشن ہیں۔ مفتی اسامہ رمضان اس شعبہ کے انچارج ہیں۔

2.4 شعبہ علوم عصریہ /ابو الخلیل ہائی سکول ایجوکیشن سسٹم

شعبہ ہذا کی بنیاد 38-1437ھ بمطابق 2016ء میں رکھی گئی، جس کے انتہائی حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ اس شعبہ کے تحت تین سال میں حفظ اور مڈل کی تعلیم ساتھ ساتھ ممکن ہوئی ہے۔ اب قرآن مجید کی گردان کے ساتھ نہم اور دہم کلاس بھی شروع کی جا رہی ہے۔ یہ ادارہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا سے رجسٹرڈ ہے۔ طلباء میں عصری علوم میں استعداد پیدا کرنے کے لئے زبان دانی (عربی، اردو، انگلش) پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ شعبہ میں داخلہ کی بنیادی شرط کلاس پنجم پاس ہونا ہے۔ پرائمری کے امتحانات ہونے کے بعد نئے داخلے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبا کو کمپیوٹر لیب اور ڈیجیٹل لائبریری سے بھرپور استفادہ کا موقع دیا جاتا ہے۔ طلباء کو اسباق سے متعلقہ تعلیمی اور معلوماتی ویڈیوز دکھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ سکول کے اوقات کار نماز ظہر تا نماز عصر مقرر ہیں۔ سائنس لیب بھی موجود ہیں۔ مولانا نبیل احمد اس شعبہ کے انچارج ہیں۔

2.5 دارالافتاء

جامعہ کا یہ شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، جس میں لوگوں کو پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل پیش کیا جاتا ہے۔ مفتی عارف اس شعبہ کو بہت محنت کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ سائل حاضر ہو کر زبانی، تحریری، ڈاک کے ذریعے اور فون پر بھی مسائل پوچھ سکتے ہیں۔

2.6 کمپیوٹر لیب اور کمپیوٹر کورسز کا اجراء

جامعہ ہذا میں طلباء کے لیے باقاعدہ طور پر کمپیوٹر کورسز کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ دینی علوم میں مہارت رکھنے والے طلباء وفضلاء آلات جدیدہ مفیدہ پر بھی کامل دسترس حاصل کر سکیں۔ اس طرح دین اسلام کی آبیاری احسن انداز سے احسن طریق پر ممکن ہو سکے گی۔ اس سلسلے میں کمپیوٹر لیب کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ مولانا شاہد اس کے نگران اعلیٰ ہیں۔

2.7 شعبہ فلکیات

جامعہ عربیہ سعدیہ میں باقاعدہ شعبہ فلکیات قائم ہے۔ جس کے تحت ہجری کیلنڈر کا اجراء کیا گیا ہے۔ اسی طرح سمتِ قبلہ کی تعین کے حوالے سے طلباء کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ جامع سعدیہ کے تحت ہر ماہ یعنی پورے سال چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس کی باقاعدہ رپورٹ مرتب کی جاتی ہے۔ رمضان المبارک میں اوقاتِ سحر وافطار کی تعین کی جاتی ہے اور تخریج اوقات نماز کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے ۔ نیز طلباء کرام کو اس فن کے سکھانے کے لیے باقاعدہ کلاسز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مولانا نبیل احمد اس شعبہ کے انچارج ہیں۔

2.8 مرکز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

میٹرک درس نظامی کی دو سالہ کلاس درجہ اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ، سرگودھا سے منسلک ہے۔ ایف اے اور بی اے کی ڈگری کے حصول کے لیے مدرسہ کے طلباء درس نظامی کے ساتھ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، میانوالی ریجنل سنٹر سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس طرح جامعہ عربیہ سعدیہ مذہبی وعصری تعلیم کی خدمات انجام دے رہا ہے۔

3 کتب خانہ سعدیہ

مولانا ابو السعد احمد خان نے علم تصوف کو اصل شریعت کے مطابق کرنے کیلئے ضروری سمجھا کہ علوم دینیہ کا ایک جامع کتب خانہ فراہم کیا جائے اور نقد وجرح کے بعد جو بات منقح ہو جائے اس پر عمل کیا جائے۔ حضرت کے خدام میں اکثریت اجلہ علماء کی تھی۔ مولانا عبد الخالق مرحوم، بانئ دار لعلوم کبیر والا ، مفتی محمد شفیع مرحوم سرگودھا اور مولانا صدر الدین، بانی خانقاہ سراجیہ ہری پور ہزارہ جیسے محقق علماء شریک محفل رہتے تھے۔ ایسے حالات میں آراء کا اختلاف لازمی تھا اور اس اختلاف کو اجماع کی صورت تبدیل کرنے کے لیے ایک بہت بڑے کتب خانہ کی ضرورت تھی جو کہ حضرت نے اپنے ذاتی وسائل سے اکٹھا کیا اور اس طرح اپنے خدام علماء کی تربیت فرماتے تھے۔[9]

تقریباً سو سال قبل تھل کے ریگستان میں مولانا ابو السعد احمد خانؒ نے اپنی ذاتی جائیداد سے خطیر رقم خرچ کر کے نایاب و نادر کتابوں کے انتہائی قیمتی ذخیرہ پر مشتمل کتب خانہ سعدیہ قائم کیا۔ جس کی دھوم بہت مختصر وقت میں پورے برصغیر میں پھیل گئی۔ دور دور سے علماء، صلحاء اور طلبا و محققین سفر کر کے اس علمی خزانہ سے استفادہ کرنے کے لئے تشریف لاتے اور اپنی علمی تشنگی مٹاتے۔ صاحب رود کوثر تحریر کرتے ہیں کہ مغربی پاکستان میں سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ نے بڑی وسعت پائی اور کئی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ کندیاں، ضلع میانوالی جس کے موجودہ سربراہ جامع علم وعرفان مولانا ابو الخلیل خان محمد ہیں، اس لئے بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں کتب صوفیہ بالخصوص نوادر سلسلہ کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔[10]

مولانا انور شاہ کشمیریؒ مولانا محمد عبد اللہ لدھیانویؒ کی دعوت پر یہاں تشریف لائے اور اس عظیم کتب خانہ کو ملاحظہ فرمایا ۔ گھنٹوں الماریوں میں پڑی کتابیں دیکھتے رہے۔ اس دوران کتاب "نوادر الاصول حکیم ترمذی" پر نگاہ پڑی تو فرمایا کہ اس کتاب کے دیکھنے کی

مدت سے آرزو تھی مگر کہیں دستیاب نہ ہوتی تھی۔ بعد ازاں آپ اس کتاب کو مطالعہ کے لئے دیوبند لے گئے۔ آپ نے دیوبند پہنچ کر گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ افسوس میں زیادہ عرصہ وہاں نہ ٹھہر سکا کیونکہ ماہ مبارک صیام سر پر تھا، ورنہ چندے اور قیام کرتا، تاہم جتنا وقت وہاں گزرا اس کو میں مغتنمات زندگی سے شمار کرتا ہوں۔[11] مولانا محمد یوسف بنوری نے اس خانقاہ شریف اور لائبریری کے لیے فرمایا تھا کہ جی چاہتا ہے کہ علمی کام کے لیے آدمی خانقاہ شریف میں آجائے کیونکہ ہر طرح کا سکون اور یکسوئی جس طرح وہاں میسر ہے، کراچی جیسے مصروف شہر میں اس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا پھر جبکہ اتنا عظیم اور جامع کتب خانہ بھی دسترس میں ہو۔[12]

مولانا ابوالسعد احمد خان نے اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا کہ خانقاہ کا کتب خانہ بفضلہ تعالیٰ اپنی وسعت اور کتابوں کی کثرت و نفاست کے لحاظ سے پنجاب کا ایک بے مثال معہد علمی بن گیا ہے۔ اس کی شان رفعت کو بر قرار رکھنے کے لیے اس کو اس کی تمام الماریوں اور کمرے سمیت وقف کیا جاتا ہے۔ اس کے متولی بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب مذکور ہونگے۔ اب اس کتب خانہ اور اس کے متعلقہ سامان اور کتابوں میں توریث اور تملیک اور تقسیم جاری نہ ہو گی۔[13] کتاب خانے میں کتابیں اور مخطوطات موجود ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

3.1 کتابیں

کتب خانہ سعدیہ میں مختلف علوم وفنون کے حوالہ سے کئی نادر کتابیں اور قیمتی و نادر نسخے موجود ہیں، جیسے فن تفسیر میں اہم تفاسیر میں سے تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر در منثور، تفسیر خازن، تفسیر معالم، نیشاپوری، تفسیر بیضاوی، تفسیر جمیل قدیم نادرہ طباعت میں موجود ہیں اور تفسیر حسینی کا خوشخط اور دیدہ زیب مخطوط کتب خانہ کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث ہے۔ اسی طرح کتب احادیث کا مجموعہ اور ان کی شروحات کتب خانہ کی زینت ہیں جیسا کہ، الجامع الصحیح البخاری کی کئی دیدہ زیب طباعتیں، شرح عینی ، شرح عسقلانی، شرح قسطلانی، بخاری شریف بحاشیہ سندھی مطبوعہ استنبول قابل دید ہے۔ اسی طرح مسلم شریف، جامع الترمذی کی معیاری شروحات، سنن ابو داؤد کی چار مبسوط شروحات، موطا امام مالک کی پانچ شروح اور دیگر کتب احادیث صحاح بمعہ حواشی و شروح موجود ہیں۔ نیز مستدرک حاکم، سنن کبریٰ، بیہقی، مسند دار قطنی، مسند دارمی، مسند طیالسی، مسند امام احمد بن حنبل، شرح معانی الاثار از طحاوی، نیل الاوطار از شوکانی، کی دیدہ زیب طباعتیں موجود ہیں۔ مسند حمیدی کا بہترین مخطوط کتب خانہ کی شان بڑھا رہا ہے۔ مصفٰی اور مسوٰی شروح مؤطا، مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے قیمتی و دیدہ زیب ایڈیشن بھی موجود ہیں۔

کتب اسماء الرجال کے حوالہ سے نادر نسخے مثلاً الاصابہ لابن حجر، طبقات کبیر، لابن سعد، اور تہذیب التہذیب کی قدیم گراں قدر طباعتیں محفوظ ہیں۔ فقہ حنفی کے حوالہ سے متداول کتب کا شاندار ذخیرہ محفوظ ہے۔ شرح وقایہ، الہدایہ، فتاوٰی عالمگیری، فتادی شامی، البحر الرائق، فتح القدیر کی خوبصورت ایڈیشن اور شرح سیر کبیر از امام سرخسی، کتاب المسبوط از امام محمد کتب خانہ کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہی ہیں اسطرح فقہ شافعی کے حوالہ سے کتاب الام، شرح المہذب، فقہ ظاہری کی المحلیٰ اور فقہ حنبلی کی کشاف القناع اور المغنی لابن قدامہ کئی جلدوں میں کتب خانے میں شامل ہیں۔ اسی طرح دیگر علوم وفنون میں اصول حدیث، فقہ، عقائد وکلام سیر ومغازی، تصوف وسلوک، طب وحکمت، لغت وادب، صرف ونحو اور معانی وبیان وغیرہ کی کتب بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ الفیہ ابن مالک کی آٹھ شروح ، قاموس کی شرح تاج العروس 10 جلد، اتحاف السادہ المتقین شرح احیاء علوم الدین 10 جلد، نوادر الاصول حکیم ترمذی، رسالہ قیشریہ، امام قیشری مطبوعہ مصر 4 جلد، شارق الانوار، قاضی عیاض بھی قابل ذکر ہیں[14]۔

خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے مدرسہ عربیہ سعدیہ میں بھی ایک جدید، خوبصورت اور بڑی لائبریری تعمیر کروائی ہے جو شعبہ تجوید و قرات کی عمارت کے اوپر دوسری منزل پر واقع ہے۔ اسی لائبریری کو حضرت نے اپنا ذاتی دفتر بھی قرار دے رکھا ہے اور جب خانقاہ میں موجود ہوں، تو نماز فجر کے بعد یہاں رونق افروز ہوتے ہیں۔ یہ جدید لائبریری تیئس الماریوں پر مشتمل ہے، جس میں سترہ موضوعات پر تین ہزار سے زائد کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ یہ کتب خانہ اس قدیمی کتب خانے کے علاوہ ہے، جو مولانا ابو السعد احمد خانؒ نے قائم کیا تھا۔

3.2 مخطوطات

مخطوطات کسی قوم کا فکری ورثہ ہوتے ہیں۔ ان کو جمع کرنے، ان کا خیال رکھنے اور ان سے استفادہ کرنے والی قوم نہ صرف فکری میدان میں اعلی مقامات پر فائز ہوتی ہے، بلکہ عملی میدان میں بھی دیگر اقوام سے سربلند رہتی ہے۔ محمد حسین تسبیحی تحریر کرتے ہیں کہ کتب خانہ میں گراں قدر قلمی نوادرات بھی موجود ہیں۔ جواہر التفاسیر جیسے مخطوطات کی موجودگی کی بدولت شاید یہ کتب خانہ دنیا کے ممتاز کتب خانوں میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دوسو کے قریب مخطوطات اس کتب خانے کی زینت ہیں۔[15]

عربی اور فارسی زبان میں نادر و نایاب مخطوطات جو کہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد، سیرت، تصوف، فلسفہ اور دیگر موضوعات پر خانقاہ سراجیہ کی عظیم الشان قدیم لائبریری میں موجود ہیں، جیسا کہ حدیث کے موضوع پر شرح السنہ از علامہ بغوی، عربی قلمی نسخہ، فقہ و فتاوٰی میں فتاوٰی فیروزی از حافظ فیروز محمد بن حامد، قلمی عربی نسخہ، سیرت کے موضوع پر نثر الجواہر از مرزا خان، قلمی عربی نسخہ، عقائد میں درۃ المفاخر از مولانا عبد الرحمان جامی، سواء السبیل از مولانا کلیم اللہ جہاں آبادی، قلمی عربی نسخے، تصوف کے موضوع پر متن الحکم از قاضی نور محمد اور روح الانوار از مولانا عبد الرحمان، قلمی عربی نسخے، فلسفہ پر سیر السماء از عبد العزیز بن احمد، قلمی عربی نسخہ، فصاحت و بلاغت کے موضوع پر نعیم الوجیز از مولانا غلام محمد، قلمی فارسی نسخہ، رد قادیانیت کے موضوع پر خزانۃ الرسوم از خواجہ محمد بن عبد الرحیم، قلمی عربی نسخہ وغیرہ موجود ہیں۔ ان مخطوطات سے علما، طلباء اور محققین مستفید ہونے دور دراز کا سفر کرکے آتے ہیں۔ دور حاضر کے محققین کو خانقاہ کھانا اور رہائش بھی مفت فراہم کرتی ہے، جو اس خانقاہ کی علم دوستی کا بین ثبوت ہے۔

3.3 تصنیفی خدمات

خانقاہ سراجیہ نے علم دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے عقائد، تصوف اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کے حالات، ان کی تعلیمات اور مختلف ادوار میں اپنے متعلقین اور حکام و امراء کو لکھے گئے مکتوبات کے حوالے سے کتابوں کی اشاعت اور تصنیفات کا باقاعدہ اہتمام فرمایا ہے، جن میں سے اب تک شائع ہونے والے کتابوں، رسائل اور تراجم کی فہرست پیش کی جارہی ہے، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

نمبر شمار	کتاب	مؤلف	مترجم	ناشر	سن اشاعت
.1	تحفہ سعدیہ	مولانا محبوب الٰہی	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	1973
.2	تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ	ڈاکٹر نذیر احمد رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2003ء
.3	ھدایۃ الطالبین	شاہ ابو سعید دہلوی	مولوی نور احمد	خانقاہ سراجیہ	2011ء

				کندیاں	
.4	حضرات کرام نقشبندیہ	حافظ نذیر احمد	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2014
.5	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی	ڈاکٹر نذیر احمد رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2015ء
.6	ڈائری حضرت خواجہ خان محمدؒ	خواجہ خلیل احمد		خانقاہ سراجیہ کندیاں	2016
.7	رشحات عین الحیات	مولانا فخر الدین علی	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2017
.8	دلائل الخیرات	محمد بن سلیمان جزولیؒ	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2020
.9	ہمارے باباجی خواجہ خان محمدؒ	محمد حامد سراج		خانقاہ سراجیہ کندیاں	2014
.10	صحائف مرشدیہ		مرتب محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2013
.11	تاریخ وتذکرہ خواجگان نقشبند	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2014
.12	مقامات خواجہ خواجگان خان محمدؒ	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2011
.13	تاریخ وتذکرہ خانقاہ سرہند شریف	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2017
.14	تاریخ وتذکرہ خانقاہ مظہریہ دہلی	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2017
.15	تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2017
.16	مکتوبات سعیدیہ	جامع مولانا محمد فرخ	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2017

.17	درالمعارف (ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دھلویؒ)	-	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2018
.18	وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول	مولانا عماد الدین	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2012
.19	رسائل مولانا محمد یعقوب چرخی	-	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2018
.20	مکاتیب شریفہ شاہ غلام علیؒ	شاہ رؤف احمد مجددی	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2009
.21	مجموعہ فوائد عثمانی	مکتوبات خواجہ عثمان	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2017
.22	کنز الہدایات	خواجہ باقر عباسی	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2011
.23	رسائل حضرت شاہ عبد الرحیمؒ	شاہ عبد الرحیم دہلوی	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2016
.24	ایضاح الطریقہ	شاہ غلام علی دہلوی	مولانا منظور احمد	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2008
.25	مکتوبات شریفہ حضرت خواجہ سیف الدین نقشبندیؒ	مرتب: صاحبزادہ محمد اعظمؒ	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2015
.26	آداب المریدین	ضیاء الدین سہروردیؒ	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2017
.27	جمال مرشدیہ	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2015
.28	کشکول کلیمی	کلیم اللہ جہان آبادیؒ	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2011
.29	وظائف سراجیہ	مفتی محمد طاہر مسعود	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2015
.30	عقائد اہل سنت والجماعۃ	مفتی محمد طاہر مسعود	-	خانقاہ سراجیہ	2007

				کندیاں	
31.	تفسیر چرخی	مولانا یعقوب چرخی	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2005
32.	بحر الحقیقہ	احمد غزالی	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2018
33.	اسباق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ	خواجہ خلیل احمد	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2015ء
34.	تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت (پنجاب)	ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا	-	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2009
35.	ایقاظ الھمم فی شرح الحکم	احمد بن محمد عجیبتہؒ	محی الدین نظامیؒ	خانقاہ سراجیہ کندیاں	2010

4 مرکز تحفظ ختم نبوت

سید عطاءاللہ شاہ بخاری نے جب مجلس احرار اسلام کا شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا تو بانی خانقاہ مولانا ابو السعد احمد خانؒ نے مجلس احرار اسلام اور امیر شریعتؒ کی نہ صرف بھرپور حمایت کی، بلکہ اپنا مکمل عملی تعاون بھی پیش کیا اور تادم آخر یعنی اپنے سال وفات 1941ء تک اس کی ہمہ جہتی سرپرستی فرماتے رہے۔[16] حضرت کے انتقال 1941ء کے بعد مولانا محمد عبد اللہ لدھیانویؒ مسند نشین ہوئے۔ آپ نے بھی عقیدہ ختم نبوت میں حضرت اقدسؒ کے حکم سے بھرپور جدجہد کی اور فدایان ختم نبوت کی پوری پوری پشت پناہی کی ۔گرفتاریوں اور احتجاج میں متوسلین خانقاہ سراجیہ نے بھرپور حصہ لیا۔

مولانا محمد عبد اللہؒ 1952ء کو حج کے ارادہ سے تشریف لے جارہے تھے۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی کی کراچی میں کی گئی تقریر کے خلاف احتجاج شروع ہوا۔ مظاہرے اور جلسے شروع ہوگئے۔ حکومت کی جانب سے کارکنوں اور مظاہرین کی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ ان حالات کے پیش نظر حضرت اقدسؒ نے حج کا ارادہ ملتوی فرمادیا اور راستہ سے واپس تشریف لاکر اپنے متوسلین کو ملک بھر میں اس تحریک کا ساتھ دینے کی ہدایات جاری فرمائیں اور فرمایا کہ اس وقت حج سے زیادہ ضروری تحریک تحفظ ختم نبوت میں شرکت ہے۔[17] علامہ طالوت تحریر کرتے ہیں کہ یہ وقت تھا کہ بڑے بڑے مخالفین مرزائیت بلوں میں دبکے ہوئے تھے اور ڈیفنس میں خفیہ علمی معاونت سے بھی پرہیز کر رہے تھے۔ ایسے وقت میں مولانا عبد اللہؒ کے طرز عمل نے اہل علم میں ایک قسم کی جان پیدا کر دی اور وہ سب لوگ آپ کی توجہ سے اس کام میں شب و روز مصروف و متوجہ ہوگئے۔ اس ایک واقعہ سے آپ حضرات کو حضرت اقدس کے مجاہدانہ کارناموں کا اندازہ ہو گیا ہو گا لیکن چونکہ ریا و سمعت اور تشہیر و تکلف سے دور تھے۔ اس لئے کبھی پس منظر سے نکل کر پیش منظر میں آنے کی کوشش نہ فرماتے بلکہ حتی الامکان اپنے متعلقین کے متعلق بھی یہ اہتمام فرماتے کہ وہ تشہیر وریا سے دور رہیں تاکہ ثواب حبط نہ ہو۔[18]

خواجہ خان محمدؒ کو برملا اعلان حق کرنے اور میانوالی اجلاس منعقد کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت قبلہ تعمیل ارشاد کے پیش نظر قید و

بند کی صعوبتوں سے بے نیاز میانوالی تشریف لے گئے۔ 15 اپریل 1953 خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ پہلے میانوالی جیل میں رہے، پھر 28 اپریل بورسٹل جیل لاہور منتقل کر دیئے گئے۔[19] پھر وہاں سے 11 اگست کو سنٹرل جیل منتقل کر دیا گیا۔ 1953ء کی تحریک میں خانقاہ سراجیہ کے متوسلین میں سے مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے لاہور میں تحریک ختم نبوت کو خوب سنبھالا دیا اور اپنی تقاریر سے مسلمانوں کے جذبات کو خوب گرمایا۔ حکومت نے مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو جہاں ملیں، گولی مارنے کا حکم جاری کیا۔ آپ سیدھے خانقاہ سراجیہ پہنچے۔ حضرت اقدسؒ نے اپنے معتمد صوفی احمد یار کی ذمہ داری میں دیگر حفاظت کا انتظام فرمایا۔[20]

مولانا عبداللہ کا وصال جون 1956ء میں ہوا اور خواجہ خان محمد خانقاہ کے تیسرے مسند نشین قرار پائے۔ آپؒ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت کو دین کی اساس گردانتے تھے۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے امارت مجلس تحفظ ختم نبوت اس شرط پر قبول فرمائی کہ میرے ساتھ نائب امیر خواجہ خان محمدؒ ہونگے۔ خواجہ خان محمدؒ 5 ربیع الاول 1394ھ / 9 اپریل 1974ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اول مقرر ہوئے۔ 29 مئی 1974 کو اسٹیشن ربوہ پر قادیانی غنڈوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر حملہ کر دیا۔ ملک میں احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔[21] 29 مئی 1974 سے شروع ہونے والی تحریک ختم بنوت بالآخر 7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی پارلیمنٹ کے فیصلے پر منتج ہوئی، جس میں مرزا قادیانی ملعون کے ماننے والے کے دونوں گروپ، لاہوریوں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔[22]

خواجہ خان محمدؒ نے مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں بھرپور انداز میں قادیانیت کا تعاقب جاری رکھا اور ان کی وفات کے بعد چینوٹ کے ہال میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی جنرل کونسل کے اجلاس منعقدہ 27 دسمبر 1977ء بمطابق 16 محرم 1398ھ زیرِ صدارت مولانا محمد حیاتؒ، خواجہ خان محمد کو تین سال کے لئے مرکزی امیر منتخب کر لیا گیا۔[23] 1974 کی تحریک اور قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کے بعد مرزائیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ (ربوہ) چناب نگر میں مسلمانوں کا داخلہ ممکن ہو گیا۔ 28 جون 1974 چناب نگر میں مسلم کالونی ہاؤسنگ اسکیم قائم ہوئی جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے 9 کنال اراضی حاصل کر کے 7 جولائی کو خواجہ خان محمدؒ کے دست مبارک سے اس پر مدرسہ کا افتتاح کر دیا گیا اور پھر 23-24 اکتوبر 1982ء پہلی ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔[24]

1983 میں قادیانیوں کی جارحیت میں اضافہ ہوا۔ سیالکوٹ سے مولانا اسلم قریشی کو اغواء کر لیا گیا۔ 20 مئی 1983 کو ملک گیر یوم احتجاج منایا گیا اور سیالکوٹ میں یوم دعا کے لئے عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا[25]۔ اس احتجاج نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان قائم ہوئی اور بالآخر 27 اپریل 1984 کو "روالپنڈی چلو" کی کال دی گئی۔ بالآخر 26 اپریل 1984 کو صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کامیاب مذاکرات ہوئے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984 کا اجراء ہو گیا اور قادیانیت کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔[26] امتناع قادیانیت آرڈیننس کی رو سے قادیانی اسلامی شعائر استعمال نہیں کر سکتے۔

تحفظ ختم نبوت کی تحاریک 1953ء، 1974ء اور 1984ء میں حضرت خواجہ خان محمدؒ کا کردار قائدانہ رہا ہے۔ آپؒ کی امارت کا 35 سالہ دور فتوحات اور بے پناہ وسعتوں کا دور ہے۔ آپؒ کی شبانہ روز جدوجہد مثالی تھی۔ آپؒ نے طویل مشکلات برداشت کیں اور پے در پے اسفار کئے۔ اندرون اور بیرون ملک قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا۔ آپ نے ختم نبوت کے مشن کے لئے دنیا بھر میں دورے کئے، جن میں برطانیہ، ڈنمارک، سویڈن، ماریشس، ناروے، کینیڈا، سپین، فرانس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات شامل

ہیں۔ آپؒ شدید علالت میں بھی برطانیہ سمیت دیگر ملکوں میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں میں تشریف لے جاتے تھے۔[27]

آپؒ کے عہد امارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا سلسلہ عالمی سطح پر پھیل گیا۔ مختلف زبانوں میں ختم نبوت کا لٹریچر شائع ہو کر تقسیم ہونے لگا۔ آپؒ کی تمام زندگی تحفظ ختم نبوت کیلئے وقف تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے اعمال سے ہے۔ اور ختم نبوت کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔ ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست ذات اقدس ﷺ کی خدمت کے مترادف ہے۔ خواجہ خان محمد کی وفات مئی 2010ء کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عزیز احمد مدظلہ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ ہیں۔ ہمہ وقت ہر قربانی دینے کے لیے مستعد ہیں۔

5 مدارس اور دینی جماعتوں کی سرپرستی

اس خانقاہ کے مشائخ نے شاہ ولی اللہؒ کی فکر پر مختلف مدارس عربیہ کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ خانقاہ کے زیر نگرانی وسرپرستی قابل ذکر مدارس جو علوم وفنون کی ترقی میں گامزن رہے مندرجہ ذیل ہیں: دارالعلوم کبیر والا، مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی، مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی، مدرسہ عثمانیہ ورکشاپی محلہ راولپنڈی، مدرسہ سراجیہ فورٹ عباس، درالعلوم مجددیہ مانکی شریف، مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ۔ علاوہ ازیں آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی مجلس عاملہ کے ممبر بھی رہے۔[28] خواجہ خان محمدؒ نے 2001ء میں قادیانیوں سے قانونی جنگ کے بعد حاصل ہونے والے مرکز جامع مسجد ختم نبوت اور جامع تجوید القرآن تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی بنیاد رکھی اور اسکی مکمل سرپرستی فرمائی۔ آپؒ نے ہزاروں دینی مدارس، دینی جماعتوں اور درجنوں دینی رسائل وجرائد کی سرپرستی فرمائی۔

خواجہ خان محمدؒ نے ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر سینکڑوں خطبات و بیانات رقم فرمائے جو ملکی و غیر ملکی مجلات میں طبع ہوتے رہے۔، جیسا کہ مقدمہ برائے کتاب "روداد مقدمہ مرزائیہ بہاول پور، (مطبوعہ 1408ھ، جلد 1: ص 29-38)، خطبہ صدارت چنیوٹ کی چھبیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں پڑھا گیا (منعقدہ 26,27,28, دسمبر 1978ء)۔[29] مقدمہ روئیداد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (1408ھ طبع ہو کر تقسیم ھوا)[30]۔ تقریظ "کتاب تسکین الصدور فی احوال الموتی فی البرزخ والقبور "مؤلفہ مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، افتتاحیہ "کتاب آئینہ قادیانیت" مؤلفہ مولانا اللہ وسایا، تقریظ کتاب "مناظرے "مؤلفہ مولانا اللہ وسایا اور تحریری پیغام برائے تیرھویں عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم، برطانیہ[31]۔ دورہ ء بھارت 1983 کے حالات واقعات جو اپ نے لاہور پہنچ کر جامعہ مدنیہ میں ارشاد فرمائے جو انٹر ویو کی صورت میں شائع ہوئے[32]۔ تقریظ کتاب "اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع "مؤلفہ مولانا بشیر احمد حامد حصاروی، تقریظ کتاب " عقائد اہل سنتہ والجماعت " مؤلفہ مفتی محمد طاہر مسعود، تقریظ کتاب " فیضان معصومیہ "مؤلفہ صوفی اشفاق اللہ واجد، تقریظ کتاب " تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ "مؤلفہ نذیر احمد رانجھا، مضمون زیر عنوان "7 ستمبر ایک تاریخ ساز دن"[33]۔ خطبہء صدارت بر موقع ستائسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر 1979ء[34]۔ خطبہ صدارت بر موقع انتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ[35]۔

6 مکتوبات کے ذریعے حکام بالا، علماء کرام اور عوام الناس کو دعوت دین

مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نے جس طرح امراء، حکام اور علمائے کرام کے نام مکتوبات کے ذریعہ تبلیغ اسلام اور ترویج واشاعت دین کی گرانقدر خدمات سرانجام دیں، اسی طرح خانقاہ سراجہ کے خواجہ خان محمدؒ نے بھی اپنے دور میں اشاعت اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کے لیے خدمات انجام دیں۔ آپؒ کے حکام بالا اور علماء کو لکھے گئے مکتوبات مندرجہ ذیل ہیں، جیسا کہ مکتوب گرامی بنام صدر

پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق[36] ، مکتوب گرامی بنام وزراء قومی اتحاد (22 دسمبر 1978) ، مکتوب گرامی بنام میر خلیل الرحمان روزنامہ جنگ (30 جولائی 1979) ، مکتوب گرامی بنام فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز ، مکتوب بنام فضیلۃ الشیخ الملک فھد بن عبد العزیز سعودی عرب (14 جون 1982) ، مکتوب بنام ممبران قومی وصوبائی اسمبلی وسینٹ (22 مارچ 1985) ، مکتوب بنام ممبران قومی، صوبائی اسمبلی وسینٹ (2 دسمبر 1988)، صدر پاکستان اسحاق خان کے دور میں حکومت کی قادیانیت نوازی پر کھلا خط۔[37] ، مکتوب بنام فضیلۃ الشیخ الملک عبد اللہ سعودی عرب بر موقع (100 سے زائد قادیانیوں کی سعودی عرب میں گرفتاری)۔[38] ، مکتوب بنام چیئرمین سینیٹ فاروق ایچ نائیک، اسپیکر قومی اسمبلی ڈاکٹر فہمیدہ مرزا، وزیر قانون بابر اعوان۔[39]

ان مکاتیب کے علاوہ آپؒ نے اپنے مریدین و متوسلین کو ہزاروں مکاتیب شریفہ تحریر فرمائے، جو کتابی صورت میں طبع ہو چکے ہیں، جیسا کہ تحائف مرشدیہ اور صحائف مرشدیہ۔

7 سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فروغ میں خدمات

خانقاہ سراجیہ کے مشائخ عظام نے لوگوں کے دلوں کو ایمان کی شمع سے منور فرمایا اور تزکیہ نفس فرمایا۔ ان مشائخ نے اپنے اپنے دور میں نامور رجال تیار کیے، جنہوں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فروغ اور اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کیا۔ اس خانقاہ سے اجازت پانے والے لوگوں میں سے کچھ حضرات تو مشائخ خانقاہ سراجیہ کے ساتھ رہے اور کچھ حضرات نے اپنے شیخ کے حکم سے اپنے علاقوں میں جا کر باقاعدہ خانقاہی نظام کی آبیاری کی، لوگوں کو اللہ اللہ سکھائی اور ابھی تک یہ سلسلہ قائم ودائم ہے۔ خلفا اور خانقاہیں مندرجہ ذیل ہیں:

7.1 خلفاء مولانا ابو السعد احمد خانؒ

مولانا ابو السعد احمد خان نے 1920ء سے 1941ء تک تقریباً اکیس برس خانقاہ سراجیہ کی مسند کو رونق بخشی۔ آپ کے دو صاحبزادے اور تینتیس خلفاء تھے۔[40] خلفاء کے نام مندرجہ ذیل ہیں: حضرت خواجہ محمد عبد اللہ لدھیانویؒ۔[41] مولانا سید عبد اللہ شاہؒ، مولانا قاضی صدر الدینؒ[42]، حاجی میاں جان محمدؒ، مولانا سید عبد السلام احمد شاہؒ، مفتی عبد الغنیؒ، مولانا حکیم عبد الرسولؒ، مولانا سید مغیث الدینؒ، مولانا محمد زمانؒ، شیخ محمد مکرانیؒ، مولانا محمد یوسف مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھویؒ[43] مولانا نذیر احمد عرشی دھنولویؒ[44]، سید مختار احمد شاہؒ، مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی ثم بہاولپوریؒ، مولانا پیر سید لعل شاہ جھنگؒ، مولانا احمد دینؒ گیلوی ضلع سرگودھا، کلیم حافظ چن پیرؒ، مولانا عبد الستارؒ، مولانا سراج الدین رانجھاؒ، مولانا نصیر الدین بگویؒ، میاں اللہ دتہ سرکانہؒ، حضرت فقیر سلطان سرکانہؒ، مولانا مفتی عمیم الاحسانؒ[45]، مولانا مہر دین احمدؒ، حضرت علی بہادرؒ، ڈاکٹر محمد شریفؒ، مستری ظہور الدینؒ، مولانا نور احمدؒ، حاجی عبد الوہابؒ، میاں محمد قریشی لائل پوریؒ، ملک اللہ یارؒ، مستری نیاز احمدؒ۔[46]

7.2 خلفا مولانا عبد اللہ لدھیانوی

مولانا عبد اللہؒ 7 جون 1956 کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ آپؒ نے تقریباً 15 سال آٹھ ماہ اور پندرہ روز مسند ارشاد کو زینت بخشی۔ آپ کے پسماندگان میں ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ مولانا حافظ محمد عابد اور دس خلفاء شامل ہیں[47]، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں : حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمدؒ، حاجی میاں جان محمدؒ، مولانا سید پیر عبد الطیف شاہؒ، مولانا قاضی شمس الدینؒ ہری پور[48] مولانا عبد الخالقؒ، مولانا محمد امان اللہؒ، مفتی عطا محمد چودھوانؒ[49]، مولانا محمد مکرانیؒ، حافظ سعد اللہ خان خاکوانیؒ، حکیم عبد المجید احمد سیفیؒ۔

7.3 خلفا خواجہ خان محمد

اس خانقاہ پر سب سے زیادہ کام کرنے کا موقع خواجہ خان محمدؒ کو ملا۔ آپؒ 1956ء سے 2010ء تک تقریباً چون سال تک پاکستان میں امام تصوف سمجھے جاتے رہے۔ خواجہ خان محمد کے سولہ خلفا مند رجہ ذیل ہیں: مولانا نذرالرحمان، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا انظر شاہ کشمیریؒ، مولانا مفتی احمد سعیدؒ، حضرت حافظ احمد سعیدؒ بھکر، مولانا محبوب الہیؒ، مولانا احمد دینؒ، دادڑ کلاں ضلع ساہیوال، مولانا احمد رضا خانبجنوریؒ، مولانا غلام محمدؒ جھنگ، مولانا غلام علیؒ، خوشاب، مولانا عبدالغفورؒ، ٹیکسلا، مولانا محب اللہ، لورالائی، مولانا گل حبیبؒ لورالائی، حاجی عبد الرشیدؒ، رحیم یار خان، حافظ قطب الدین، ساہیوال، ماسٹر محمد شادی خان، گوجرانوالہ[50]۔

7.4 خانقاہ سراجیہ سے متعلق خانقاہیں

مشائخ خانقاہ سراجیہ نے اپنی زندگی میں جو پودے لگائے، آج تناور درخت کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ ان حضرات کی قائم کردہ خانقاہیں مندرجہ ذیل ہیں: خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ صدریہ، عید گاہ ہری پور ہزارہ، بانی خانقاہ مولانا قاضی محمد صدرالدین خلیفہ مجاز مولانا ابو السعد احمد خانؒ، خانقاہ سراجیہ بنگلہ دیش، ڈھاکہ، بانی خانقاہ مولانا سید عبد السلام احمد، خلیفہ مجاز مولانا ابو السعد احمد خان، خانقاہ عالیہ کلکتہ، بنگلہ دیش، بانی خانقاہ سید عمیم الاحسان، خلیفہ مجاز خواجہ ابو السعد احمد خان، خانقاہ سراجیہ بنانی اور دھان منڈی ڈھاکہ، بنگلہ دیش، بانی خانقاہ ڈاکٹر محمد علیؒ، خلیفہ مجاز مولانا محمد عبد اللہؒ، خانقاہ سراجیہ، بانی خانقاہ مولانا حبیب گلؒ، ژوب، کوئٹہ، خلیفہ مجاز خواجہ خان محمدؒ، خانقاہ سعدیہ نقشبندیہ مجددیہ، ٹیکسلا، بانی خانقاہ مولانا عبد الغفور قریشی، خلیفہ مجاز خواجہ خان محمدؒ، خانقاہ سراجیہ سعدیہ، مولانا محب اللہ، لورالائی، بلوچستان، خلیفہ مجاز خلیفہ مجاز خواجہ خان محمدؒ، مولانا نذالرحمان، تبلیغی مرکز، رائیونڈ، لاہور، پاکستان، خلیفہ مجاز خواجہ خان محمدؒ۔ وغیرہ۔

8 اطاعت الٰہی اور اتباع سنت رسول ﷺ

اہل تصوف نے ہمیشہ اپنے عقائد، تصورات اور اعمال کی بنیاد قرآن و سنت ہی کو ٹھہرایا ہے۔ اس حوالے سے خانقاہ سراجیہ کے شیوخ کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حضراتؒ خود عمل پیرا ہو کر متوسلین کو بھی عمل کی جانب گامزن کرتے تھے، جیسا کہ مولانا قاضی شمس الدینؒ رقمطراز ہیں کہ ہر چند کہ شریعت و طریقت ایک ہی منزل مقصود کی دوراہیں ہیں۔ ایک طرف علماء و فقہاء بھی جب کبھی سلوک و درویشی کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو ان کا قدم بھی جادہ اعتدال سے ہٹ جاتا ہے اور وہ اپنے سلسلہ کی رسومات کی ادائیگی میں اتنا اہتمام اور شدت اختیار کر جاتے ہیں کہ اتباع سنت کا دامن ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور بدعات کو طریقت سمجھتے ہوئے اعتقادی اور عملی معصیتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں مگر مولانا ابو السعد احمد خان اس سے مختلف تھے۔ آپؒ کا ہر عمل سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اور اپنے متبعین کو بھی اتباع سنت کی تلقین و تاکید فرماتے رہتے تھے۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ علمائے ظواہر لوگوں کے کانوں کو سخت نصیحت کرتے ہیں اور ارباب قلوب لوگوں کے دل کو مخاطب کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی باطنی توجہ اور صحبت کا اثر یہ تھا کہ اہل معاصی کو حضرت کی صحبت کی برکت سے اپنے معاصی سے خود نفرت ہو جاتی تھی۔[51]

علامہ طالوت فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی (مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ) مجلس میں بیٹھ کر ہمیشہ شریعت کی پابندی اور پاسداری ہی کا سبق سیکھا اور سلسلہ مجددیہ یا دوسرے بزرگوں کا جو بھی ذکر سنا، صرف یہی سنا کہ وہ کس قدر پابند سنت، کس قدر بدعت سے پرہیز کرنے والے اور کس قدر پابند شریعت تھے۔[52] لباس میں سنت کا اہتمام اس قدر تھا کہ اسے حضرت والا کی کرامت ہی پر محمول کیا جاسکتا ہے آپ

کا جسم مبارک ذرا بھاری بھر کم تھا اور قوی الجثہ آدمی کا تہبند عموماً سرک کر ٹخنوں سے نیچے ہو جایا کرتا ہے مگر کسی وقت بھی آپ کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تو درکنار ان کے متصل بھی دیکھنے میں نہیں آیا، بلکہ ہمیشہ چار یا پانچ انگشت اونچا ہی رہتا تھا۔[53] آپؒ کی اصلاح کا انداز نہایت ہی مصلحانہ تھا اتباع شریعت و پیروی سنت کے اہتمام میں اس قدر سرگرم تھے کہ مسجد آنے یا نکلنے والے کا قدم اگر بے خیالی میں سنت کے خلاف پڑ جاتا تو بلا کر اسے نرمی سے سمجھاتے کہ داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر کرنا اور نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیے۔[54]

اتباع سنت نبوی ﷺ کے حوالے سے خواجہ خان محمدؒ مکتوب بنام مولانا غلام یٰسین میں تحریر فرماتے ہیں کہ اصل دین قرآن و سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر مبنی ہے۔ یہی عقیدہ اور عمل امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی تحریک تجدید الف ثانی کا طرہ امتیاز ہے...اتباع سنت کے صراط مستقیم پر گامزن رہنا چاہیے۔[55] موجودہ سجادہ نشین خواجہ خلیل احمد مدظلہ بھی ہر صورت میں اطاعت الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کی اتباع کا جذبہ برقرار رکھے ہوئے ہیں اور اپنے متوسلین کا بھی اس بات کی تلقین کرتے ہیں۔

9 کثرت عبادت اور خاموش مزاجی

عبادت، مجاہدہ اور ریاضت خانقاہی نظام کی ضرورت اور شان ہے۔ تسبیح خانہ اور مسجد میں ہر وقت ذاکرین ذکر اذکار، مراقبے اور تلاوت قرآن میں مصروف کار نظر آتے ہیں، یہ سب خاموشی کے ساتھ ہونا ممکن ہے کیونکہ خانقاہوں میں ہمہ مزاج لوگ اصلاح نفس کے لیے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ خانقاہ سراجیہ کو ایک انفرادیت حاصل ہے کہ اس کی بنیاد سے لے کر آج تک یہاں پر نہ تو عرس وجلسہ ہوتا ہے اور نہ شور شرابہ والی کیفیت کبھی نظر آتی ہے۔ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد ختم خواجگان بھی روزانہ پڑھا جاتا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد خاص طور پر مکتوبات امام ربانی کے ذریعے سے لوگوں کو تصوف اور اسلامی شریعت سے آگاہی فراہم کی جاتی ہے۔

10 رمضان المبارک میں خصوصی عبادات اور دعاؤں کا انتظام واہتمام

خانقاہ سراجیہ کی ایک اور خصوصیت رمضان شریف میں یہاں قیام اللیل اور مجاہدے کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ ہر عشرے میں رات کو ایک قاری تراویح میں قرآن مجید سناتا ہے۔ ہر چار رکعت تراویح کے بعد کچھ دیر مراقبہ کیا جاتا ہے، پھر اس کے بعد اگلی چار رکعت تراویح، یوں سحری کے وقت کے قریب بیس رکعت تراویح اختتام پذیر ہوتی ہے اور دعا، پھر سالکین روزہ رکھ کر تہجد اور نماز فجر کی ادائیگی کرتے ہیں۔ اس کے بعد ختم خواجگان، شمائل ترمذی کا درس اور پھر نماز اشراق کی ادائیگی۔ اس کے بعد آرام کا وقت۔ اس طرح رمضان شریف میں یہاں تین ختم قرآن نماز تراویح میں سننے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا خوبصورت نظم پورے پاکستان میں خانقاہ سراجیہ میں ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ آخری عشرے میں تو عبادات کا خوب سماں ہوتا ہے۔ پورے پاکستان سے سالکین یہاں اعتکاف کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور قسمت والوں کو اعتکاف بیٹھنے کی اجازت ملتی ہے۔ ہر وقت یہاں لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ تمام افراد کے لیے افطاری وسحری کا انتظام لنگر شریف سے ہی ہوتا ہے۔ ماہ صیام میں یہ عبادات اور مجاہدے کا نظم بانی خانقاہ مولانا ابو السعد احمد خان نے شروع کیا تھا۔ آپؒ کے متوسلین رمضان میں خانقاہ شریف پر آجایا کرتے تھے اور پورا مہینہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔[56] ابھی تک وہی نظام مشائخ خانقاہ سراجیہ نے قائم رکھا ہوا ہے۔

11 دینی سیاست پر اثرات

خانقاہ سراجیہ نے سیاسی حوالے سے اجتماعی طور پر دین اسلام کے غلبے کے لیے ملک کے رائج شدہ اس نظام کو استعمال کرنے

کے لئے جمیعت علمائے اسلام پاکستان کی ہمیشہ سرپرستی فرمائی، لیکن اس خانقاہ کے بزرگوں نے خود کبھی بھی ملکی انتخابات میں حصہ لیا اور نہ ہی اپنے خاندان والوں کو اس کی اجازت دی اور نہ ہی سیاسی طور پر کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کی کوشش فرمائی۔

12 دعوتی منہج

خانقاہ کے مشائخ نے اثر پذیری کا ایک غیر روایتی اسلوب اختیار کیا۔ یہ حضرات اس بات سے آگاہ تھے کہ دینی عمومی لوازم و فرائض تقریباً تمام اہل اسلام پر واضح ہیں۔ اس لئے دعوت و اصلاح کے آلہ کے طور پر آپ نے فصیح و بلیغ کلام نہیں، بلکہ علمی و عملی پختگی، ورع و تقوی اور انابت الہیہ کے تواتر اور تسلسل کو اصلاح احوال کے سبب کی حیثیت سے اختیار کیا کیونکہ غافل مسلمان کو تبلیغی بیانات سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اخلاص نیت اور ضبط نفس کے حوالے سے اس کی کردار سازی کی جائے، چنانچہ ان حضرات نے دینی مدارس کے علمی جمود کو توڑ کر ان میں عملی تربیت، قلبی طہارت، روحانی ریاضت، دینی حمیت، نبوی سیاست اور عصری بصیرت کے اثرات مرتب کئے، دوسری جانب سیاسی عمائدین کے عملی نفاق، بدعہدی اور عوام کی بدخواہی کو اپنی رضاکارانہ دینی خدمات اور بے لوث قربانیوں سے راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور اسی طرح عوام الناس پر مجالس ذکر، پختہ کردار اور دینی استقامت کے ذریعے سے اثر انداز ہوئے۔

اس کے ساتھ خانقاہ کے شیوخ نے خانقاہی دعوتی طریق کار کو مجرد راہ سلوک و طریقت کے منہج سے نکال کر اس میں شرعی علوم کی ترویج و تنظیم، اصلاح معاشرہ کی رغبت و اہمیت اور مکمل اتباع سنت کے اجتماعی رجحان کو اپنے ہم عصر علماء و مصلحین کے ساتھ مل کر اجاگر کیا اور امت مسلمہ میں ملی اتحاد و اتفاق کا علم بلند کیا۔

13 فلاحی ورفاہی کام

غریب اہل علاقہ کی فلاح و بہبود کے لیے خانقاہ شریف پر ابو الخلیل ڈسپنسری کا اہتمام کیا گیا ہے، جہاں ماہر ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود ہوتے ہیں۔ خواتین کے لیے خصوصی طور پر مفت علاج معالجہ کی سہولت موجود ہے۔ لنگر خانہ سے عامتہ الناس مستفید ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ عید الاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانیوں کے ذریعے علاقہ کے غریب لوگوں تک گوشت پہنچایا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

بانی خانقاہ مولانا ابو السعد احمد خان، ان کے جانشین مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ، پھر ان کے تیار کردہ خواجہ خان محمد اور موجودہ سجادہ نشین خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے اس خانقاہ کی آبیاری اور لوگوں کے تزکیہ نفس کی ذمہ داری نبھانے کی کماحقہ کوشش کی ہے۔ ان بزرگوںؒ کی زندگی اصلاح معاشرہ، دین کی اشاعت و خدمت، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فروغ، مدارس عربیہ اور دینی جماعتوں کی سرپرستی، فلاحی و رفاہی کاموں، اللہ اللہ کرنے کرانے میں اور ختم نبوت کے تحفظ میں گزری۔ ان بزرگوں کے حلقہ ارادت میں زیادہ تر تعداد علماء کرام کی رہی ہے۔ ان حضرات نے پوری زندگی اطاعت خداوندی اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزاری اور لوگوں کو بھی اسی کی تلقین کی۔

خانقاہ کے بزرگوں نے کبھی خانقاہ پر عرس، جلسوں اور صد سالہ پروگراموں وغیرہ کا اہتمام نہ کروایا اور نہ ہی مروجہ تقریروں اور بیانات کا طرز عمل اختیار کیا۔ خانقاہ پر لوگوں کا ہجوم تو ہوتا ہے لیکن خاموشی بھی ساتھ ہوتی ہے۔ ان حضراتؒ کا فیض لوگوں نے اسی خاموشی میں ہی وصول کیا۔ یہ حضرات اپنے دور کے بہت بڑے آدمی تھے، جن سے عجم تو کیا، عرب کے لوگ بھی روحانی طور پر مستفید ہوئے۔ اکابر ثلاثہؒ کے اخلاص اور دعاؤں کی برکت سے آج بھی اس خانقاہ شریف کا فیض جاری و ساری ہے۔ یہ مولانا ابو السعد احمد خان اور

ان کے بعد والے حضرات کی کرامت ہے کہ خانقاہ سراجیہ آج بھی اسی منہج پر قائم ودائم ہے، جس منہج پر اس خانقاہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ یہ خانقاہ ہر عام وخاص کے لئے ان کی فکری، علمی، سیاسی اور خصوصاً روحانی تربیت کا عظیم مرکز اور مرجع الخلائق ہے۔

نتائج بحث

مقالہ ھذا سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. خانقاہ سراجیہ عامۃ الناس کے لیے عموماً اور علمائے کرام کے لیے خصوصاً مذہبی، علمی، سیاسی اور روحانی حوالے سے ایک معیار رہی ہے۔ اس خانقاہ کے مشائخ علمی، عملی، سماجی اور اصلاحی حیثیت سے نہایت موثر شخصیات کے مالک رہے ہیں۔
2. مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کے ذریعے علم، عبادت اور عملی تربیت کا سلسلہ جاری وساری ہے۔
3. اصلاح معاشرہ کے لیے خواص سے رابطہ کے لیے خانقاہ کے مشائخ نے مجدد الف ثانیؒ کی طرز پر مکتوبات کا سلسلہ اختیار فرمایا۔
4. مشائخ نے خانقاہی نظم کو روایتی مجرد راہ طریقت سے نکال کر اس میں شرعی تعلیم، معاشرتی اصلاح اور مکمل اتباع سنت کے رجحان کو اجاگر کیا اور امت مسلمہ کو ملی اتحاد کی جانب مائل کیا۔
5. خانقاہ سراجیہ مدارس اور دینی جماعتوں کی ہمیشہ سرپرستی فرماتی رہی ہے، نیز فلاحی ورفاہی کاموں میں بھی حصہ لیتی ہے۔
6. عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ان حضرات نے عملی طور پر سیاست کے میدان میں قدم رکھا اور قائدانہ کردار ادا کیا۔
7. خانقاہ کے شیوخ نے دعوت کا غیر روایتی اسلوب اختیار کرتے ہوئے عملی پختگی اور تقویٰ کے تواتر وتسلسل کو اصلاح احوال کے سبب کی حیثیت سے اختیار کیا، کیونکہ غافل مسلمان کو بیانات سے زیادہ اخلاص نیت، ضبط نفس اور پاکیزہ کردار کی ضرورت ہے۔

مصادر ومراجع

---

[1]عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ إِلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا»رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اس امت کے لیے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا ۔الحاکم ،محمد بن عبد الله،المستدرك على الصحيحين،(دار الكتب العلمية ،بيروت- 1411 – 1990) ،رقم الحديث : 8592

[2] رانجھا، نذیر احمد، ڈاکٹر، تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، جمیعۃ پبلیکیشنز، لاہور، 2018, ص29۔

[3]حافظ ،لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، ص129۔

[4] Muhammad umer kirmani,Lt.Col., Biographical encyclopedia of Pakistan,Lahore,B.E.P, 1996-97, p880.

[5] رانجھا، نذیر احمد، تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص532۔

[6] نذیر احمد، حافظ، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان، لاہور، مسلم اکادمی، 1392ھ /1972ء، ص351۔

[7] محبوب الٰہی، مولانا، تحفہ سعدیہ، کندیاں، ضلع میانوالی، خانقاہ سراجیہ، 2015، ص128۔

[8] طالوت، علامہ، حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان، ذوالحجہ 1375ھ / اگست 1956، ص33-32۔

[9] قاضی محمد شمس الدین، خانقاہ سراجیہ کا عظیم دینی کتب خانہ، چند ضروری توضیحات، فکرونظر، ج9، ش6، 1971، ص468-467۔

[10] شیخ محمد اکرام، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلام، لاہور، 1990، ص664۔

11 محبوب الٰہی، مولانا، تحفہ سعدیہ، ص202-203۔

12 مولانا خان محمدؒ، مشفق استاد، ہفت روزہ خدام الدین، (سید بنوری نمبر) لاہور، ص،89-90۔

13 .مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں، ضلع میانوالی، دسمبر1997, ص124۔

14 محمد نذیر، رانجھا، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص442-443۔

15 محمد حسین تسبیحی، کتابخانہ ہائے پاکستان، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 1977, جلد اول، ص514۔

16 سید محمد معاویہ بخاری، شیخ المشائخ نمبر، مجلہ صفدر، رمضان المبارک 1431ء۔ مظہریہ دارالمطالعہ، حق چار اکیڈمی گجرات، ص524۔

17 مولانا اللہ وسایا، مجلہ صفدر، شیخ المشائخ نمبر، ص112۔

18 علامہ طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان، ذوالحجہ 1375ھ / اگست 1956ء، ص92-

19 محبوب الٰہی، مولانا، تحفہ سعدیہ، ص389۔

20 مولانا اللہ وسایا، تحریک ختم نبوت 1953ء، ادارہ تالیفات ختم نبوت، لاہور، 2008، ص440-441۔

21 مولانا اللہ وسایا، تذکرہ خواجہ خواجگان، 2010، ص49۔

22 ایضا۔ ص56۔

23 ایضاً، ص65۔

24 محمد اسماعیل، شجاع آبادی، مولانا، لولاک خواجہ خواجگان نمبر، حضرت خواجہ خان محمدؒ، ص570۔

25 اللہ وسایا، مولانا، تذکرہ خواجہ خواجگان، ص102۔

26 ایضاً، ص109-111۔

27 روزنامہ اسلام، راولپنڈی، 2جون2010۔

28 محبوب الٰہی، مولانا، تحفہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ، میانوالی، شعبان 1418ھ / دسمبر 1997ء، ص42 ۔

29 ہفت روزہ خدام الدین، لاھور، 19 جنوری 1979، ص9-14

30 نقشبندی، نذیر احمد، حافظ، حضرات کرام نقشبندیہ، 1431, ص328-344

31 ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی، 14 اگست 1998, ص9

32 ہفت روزہ نقیب ملت، لاہور، یکم جون 1983, ص9-11

33 اللہ وسایا، مولانا، تذکرہ خواجہ خواجگان، ص240-246

34 ایضاً، ص255-261

35 اللہ وسایا، مولانا، تذکرہ خواجہ خواجگان، ص280-289

36 اللہ وسایا، مولانا، تذکرہ خواجہ خواجگان، ص247-251۔

37 ہفت روزہ لولاک، ج30, ش21، ستمبر 1993۔

38 اللہ وسایا، مولانا، تذکرہ خواجہ خواجگان، ص328-332۔

39 ایضاً، ص334-336۔

40 محمد نزیر رانجھا، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، 2018, ص78۔

41 محبوب الٰہی، مولانا، تحفہ سعدیہ، ص380-344۔

42 رانجھا، محمد نذیر، ڈاکٹر، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص100-101

43 رانجھا، محمد نذیر، ڈاکٹر، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص105-106۔

44 رانجھا، محمد نذیر، ڈاکٹر، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص110-116۔

45 ایضاً، ص128-129۔

46 ایضاً، ص175۔

47 ایضاً، ص358۔

48 محبوب الٰہیٰ مولانا، تحفہ سعدیہ، ص394۔

49 ایضاً، ص396۔

50 رانجھا، محمد نذیر، ڈاکٹر، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص402-401۔

51 محمد نذیر، رانجھا، تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص37۔

52 طالوت، علامہ، حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان، ذوالحجہ 1375ھ / اگست 1956، ص30۔

53 محمد نذیر، رانجھا، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص268۔

54 ایضاً، ص268۔

55 محمد نذیر، رانجھا، ڈاکٹر، صحائف مرشدیہ، مکتوب 287/6، ص197۔

56 رانجھا، محمد نذیر، ڈاکٹر، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص80۔